قرآنِ مجید کی زبان۔ عربی مبین

لسان (زبان ۔ بولی ۔ language) ایک ذریعہ اور رابطہ ہے جس سے علم، نظریات، خیالات، جذبات، احساسات، سوچ، معلومات، خبر، حدیث اور تصورات ایک ذہن سے دوسرے ذہن کو منتقل کیئے جاتے ہیں۔ منتقلی کے اس عمل کی کامیابی کا دارومدار (language)، زبان/لسان کی وسعت، گہرائی، سادگی، جامعیت اور اس کے واضح اور بین ہونے پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے

وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ ﴿٩﴾ ''اور کیا ہم نے اس کیلئے زبان اور دو ہونٹ نہیں بنائے'' (البلد ۔ ۹)۔ اور بتایا

وَمِنْ ءَايَـٰتِهِۦ خَلْقُ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَٱخْتِلَـٰفُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَٰنِكُمْ

''اور اس کی نشانیوں میں آسمانوں اور زمین کا بنانا اور تمہاری زبانوں / بولیوں اور رنگوں کا جدا جدا ہونا ہے'' (حوالہ الروم ۔ ۲۲)

اور زبان کے حوالے سے ایک اہم حقیقت یہ بتائی

وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِۦ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ

''اور ہم نے ہر رسول کو اس قوم کی زبان میں ہی پیغام دے کر بھیجا تا کہ ان لوگوں کیلئے (حکم) متعین اور واضح ہو'' (حوالہ سورۃ ابراہیمؑ ۔ ۴)

قرآنِ مجید کی زبان کے متعلق ارشاد فرمایا

إِنَّآ أَنزَلْنَـٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٢﴾

''بیشک ہم نے قرآن (مجید) کو عربی زبان میں نازل کیا ہے تا کہ تم اس میں تعقل کرو'' (سورۃ یوسفؑ ۔ ۲)

إِنَّا جَعَلْنَـٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٣﴾

''ہم نے اس (کتاب مبین) کو عربی زبان میں قرآن (مجید) بنایا ہے تا کہ تم اس میں تعقل کرو'' (الزخرف ۔ ۳)

قرآنِ مجید کے متعلق بتایا

وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَـٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا

''اور اس طرح ہم نے اسے عربی زبان میں حکم (فیصلہ) بنا کر نازل کیا ہے'' (حوالہ الرعد ۔ ۳۷)

وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَـٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا

''اور اس طرح ہم نے اسے عربی قرآن (مجید) بنا کر نازل کیا ہے'' (حوالہ طٰہٰ ۔ ۱۱۳)

وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ قُرْءَانًا عَرَبِيًّا

''اوراس طرح ہم نے آپ (ﷺ) کی طرف وحی کیا ہے عربی زبان میں قرآن (مجید)'' (حوالہ سورۃ الشوریٰ۔۷)

آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ کے قلب مبارک پر نازل کئے گئے قرآنِ مجید کے متعلق کہا

بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴿١٩٥﴾ ''واضح عربی زبان میں'' (الشعراء۔۱۹۵)۔

وَهَـٰذَا كِتَـٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا

''اور یہ کتاب، قرآنِ مجید ہے، عربی زبان میں اس (کتاب موسیٰؑ) کی تصدیق کرتا ہے'' (حوالہ الاحقاف۔۱۲)

اللہ رب العزت نے بتایا ہے کہ ''اور ہم نے ہر رسول کو اس قوم کی زبان میں پیغام دے کر بھیجا تا کہ ان کیلئے (حکم) متعین اور واضح بیان کرے''۔ لیکن آقائے نامدار، رحمت للعالمین، خاتم النبیین، رسولِ کریم ﷺ كَآفَّةً لِّلنَّاسِ تمام انسانوں کیلئے بشیر اور نذیر ہیں۔ کامل ہستی کے مالک نے کائنات کو اٹل اور دائمی اصول عطا فرمانے تھے۔ اور اصول، قاعدے قانون وہی سکھا سکتا ہے جس کی اپنی زندگی اس اصول کی کامل پیروی کا احسن ترین نمونہ ہو۔ اصول کو پہلے اپنے آپ پر اور اپنوں پر لاگو کرنا ہوتا ہے۔ اور اپنوں کا حق بھی ہوتا ہے کہ احسن بات پہلے انہیں بتائی اور سمجھائی جائے اور خطروں اور انجام کے متعلق خبردار بھی سب سے پہلے انہیں کیا جائے۔ دعوت حق کے سلسلے میں اس اٹل اصول کی پیروی کی گئی۔ فرمایا:

وَهَـٰذَا كِتَـٰبٌ أَنزَلْنَـٰهُ مُبَارَكٌ مُّصَدِّقُ ٱلَّذِى بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنذِرَ أُمَّ ٱلْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا

''اور یہ کتاب ہے، اسے ہم نے نازل کیا ہے، اسے ثبات ہے، یہ اس کی تصدیق کرتا ہے جو اس کے قبل (سامنے) ہے

اور اس لئے ہے تا کہ آپ (ﷺ) ام القریٰ (بستیوں کی ماں) اور اس کے اردگرد والوں کو خبردار کریں'' (حوالہ الانعام۔۹۲)

وَيُنذِرَ ٱلَّذِينَ قَالُوا۟ ٱتَّخَذَ ٱللَّهُ وَلَدًا ﴿٤﴾

''اور ان (اہل کتاب) کو خبردار، متنبہ کریں جو کہتے ہیں کہ ''اللہ نے ایک کو بیٹا بنا رکھا ہے'' (الکھف۔۴)

فَإِنَّمَا يَسَّرْنَـٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ ٱلْمُتَّقِينَ وَتُنذِرَ بِهِۦ قَوْمًا لُّدًّا ﴿٩٧﴾

''اور ہم نے اس (قرآنِ مجید) کو آپ (ﷺ) کی زبان میں آسان کر دیا ہے

تا کہ آپ اس کے ذریعے متقین کو خوشخبری دیں اور حق سے ہٹے ہوئے (جھگڑالو، خودسر) لوگوں کو خبردار کریں'' (سورۃ مریم۔۹۷)

وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ ٱلْأَقْرَبِينَ ﴿٢١٤﴾

''اور اپنی قریبی برادری کو خبردار کریں'' (سورۃ الشعراء۔۲۱۴)

لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّآ أَتَىٰهُم مِّن نَّذِيرٍ مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ (حوالہ القصص۔۴۶)

''تا کہ آپ (ﷺ) اس قوم کو خبردار کریں جن کے پاس آپ سے قبل کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا، شاید وہ نصیحت حاصل کریں''

بَلْ هُوَ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّآ أَتَىٰهُم مِّن نَّذِيرٍ مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ۝

''نہیں! بلکہ وہ آپ کے پروردگار کی طرف سے دوٹوک بیان حقیقت ہے
تا کہ آپ اس قوم کو خبردار کریں جن کے پاس آپ (ﷺ) سے قبل کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا تا کہ وہ صحیح راہ پر چلیں'' (حوالہ السجدہ۔۳)

لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّآ أُنذِرَ ءَابَآؤُهُمْ فَهُمْ غَٰفِلُونَ ﴿٦﴾

''تا کہ آپ (ﷺ) اس قوم (نسل اسماعیل علیہ السلام) کو خبردار کریں جن کے باپ دادا کو خبردار نہیں کیا گیا
(اس لئے، اس بناء پر) وہ غفلت میں پڑے ہیں'' (سورۃ یٰس۔۶)

وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ قُرْءَانًا عَرَبِيًّا لِّتُنذِرَ أُمَّ ٱلْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا

''اور اس طرح ہم نے آپ (ﷺ) کی طرف وحی کیا ہے عربی زبان میں قرآن (مجید)
تا کہ آپ مادر شہر (مکہ مکرمہ) اور اسکے گرد والوں کو خبردار کریں'' (حوالہ الشوریٰ۔۷)۔

وَمِن قَبْلِهِۦ كِتَٰبُ مُوسَىٰٓ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ وَهَٰذَا كِتَٰبٌ مُّصَدِّقٌ
لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنذِرَ ٱلَّذِينَ ظَلَمُوا۟ وَبُشْرَىٰ لِلْمُحْسِنِينَ ﴿١٢﴾

''اور اس سے قبل کتاب موسیٰ (علیہ السلام) امام (رہنما) اور رحمت تھی۔ اور یہ کتاب، قرآنِ مجید عربی زبان میں اس (کتاب موسیٰؑ) کی
تصدیق کرتا ہے تا کہ (بنی اسرائیل میں سے) ظالموں کو خبردار کرے اور محسنین کیلئے خوشخبری بنے'' (الاحقاف۔۱۲)

قُمْ فَأَنذِرْ ﴿٢﴾

''(اے رسولِ کریم!) اٹھیں اور خبردار کریں'' (المدثر۔۲)

آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ کی اپنی، ان کی قوم اور اہل عرب (اہل کتاب۔ آپ ﷺ کے جدامجد ابراہیم علیہ السلام ہی کی
اولاد تھے) کی زبان جنہیں انہوں نے سب سے پہلے خبردار فرمایا عربی ہے۔ اور آقائے نامدار ﷺ نے تمام انسانیت کو بتایا

وَأُوحِىَ إِلَىَّ هَٰذَا ٱلْقُرْءَانُ لِأُنذِرَكُم بِهِۦ وَمَنۢ بَلَغَ

(آپ ﷺ فرمائیں) ''اور یہ قرآنِ مجید میری طرف وحی کیا گیا ہے تا کہ اس کے ذریعے
میں تمہیں بھی خبردار کروں اور انہیں بھی جنہیں قرآنِ مجید پہنچا'' (حوالہ الانعام۔۱۹)

آقائے نامدار، رسولِ کریم ﷺ آخری ساعت یعنی صور پھونکے جانے تک لوگوں کو خبردار کرنے والے ہیں۔

قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّمَآ أَنَا۠ لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٤٩﴾

"آپ ﷺ فرمائیں "اے لوگو! میں تمہارے لئے واضح اور کھلے انداز میں خبردار کرنے والا ہوں" (سورۃ الحج۔۴۹)

یہاں "الناس" سے مراد بشمول آخری زمانے کے تمام انسان ہیں صرف ساتویں صدی عیسوی میں مکۃ المکرّمہ اور مدینہ منورہ اور گردونواح کے لوگ نہیں۔ گرائمر اور حرف "ال" کی باریکیوں میں خواہ مخواہ الجھنے کی بجائے اللہ رب العزت کے سورۃ سبا کی آیت ۲۸ میں اس فرمان کو پڑھ لیتے ہیں تاکہ اس نکتے کے بارے میں کوئی ابہام نہ رہے:

وَمَآ أَرْسَلْنَـٰكَ إِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَـٰكِنَّ أَكْثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٨﴾

'اور اے رسول (کریم ﷺ)! ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام انسانوں کیلئے خوشخبری دینے اور خبردار کرنے والا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے'

قرآنِ مجید کے نزول کے وقت نازل کردہ کتابوں کی موجودگی کے حوالے سے صورتحال کی حقیقت یہ تھی:

وَهَـٰذَا كِتَـٰبٌ أَنزَلْنَـٰهُ مُبَارَكٌ

"اور یہ کتاب ہے، اسے ہم نے نازل کیا ہے، اسے ثبات ہے" (حوالہ الانعام۔۱۵۵)

أَن تَقُولُوٓا۟ إِنَّمَآ أُنزِلَ ٱلْكِتَـٰبُ عَلَىٰ طَآئِفَتَيْنِ مِن قَبْلِنَا

یہ اس لئے ہے کہ تم لوگ کہیں یہ نہ کہو کہ "ہم سے قبل کتاب تو صرف دو گروہوں پر اتاری گئی تھی

وَإِن كُنَّا عَن دِرَاسَتِهِمْ لَغَـٰفِلِينَ ۝

اور ہم ان لوگوں کے پڑھنے پڑھانے سے بے خبر تھے" (الانعام۔۱۵۶)

اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ قرآنِ مجید کے نزول کے وقت دنیا میں صرف (طَآئِفَتَيْنِ) دو گروہ ایسے تھے جو اہل کتاب تھے یعنی یہود و نصاریٰ۔ اور اس سے قبل عیسیٰ علیہ السلام کی بنی اسرائیل میں تشریف آوری پر یہ ہوا تھا

فَـَٔامَنَت طَّآئِفَةٌ مِّنۢ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ وَكَفَرَت طَّآئِفَةٌ

"پھر بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ ایمان لایا اور ایک گروہ نے کفر کیا" (حوالہ الصف۔۱۴)

ان کے علاوہ دنیا میں کوئی قوم نہیں تھی جس کے پاس نازل کردہ کتاب تھی۔ اہلِ کتاب کے بالمقابل دنیا میں ٱلْأُمِّيِّـۧنَ تھے یعنی جنہیں

پہلے کتاب نہیں دی گئی تھی وَمَآ ءَاتَيْنَٰهُم مِّن كُتُبٍ يَدْرُسُونَهَا ''اور نہ ہم نے انہیں کتابوں میں سے کوئی کتاب دی تھی جس میں سے وہ پڑھتے'' (حوالہ سورۃ سباء۔۴۴)۔

قرآنِ مجید نے دوٹوک حقیقت بیان فرمائی ہے کہ قرآنِ مجید کے نزول کے وقت دنیا میں صرف دو گروہ ایسے تھے جن کے پاس کتاب تھی۔ اس بیانِ حقیقت کے باوجود دنیا کی بعض دوسری کتابوں کے متعلق یہ گمان اور خیال آرائی کرنا کہ ممکن ہے وہ بھی تحریف شدہ آسمانی کتابیں ہوں کیا تخیل اور ظن کے سوا کچھ سمجھا جاسکتا ہے؟ اس قسم کی خیال آرائی سے سختی سے اجتناب کریں کہ ہمیں تنبیہ کی گئی ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱجْتَنِبُوا۟ كَثِيرًا مِّنَ ٱلظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ ٱلظَّنِّ إِثْمٌ

''اے ایمان والو! بہت سے ظن وگمان سے اجتناب کرو۔ بیشک بعض گمان گناہ (مضمحل کرنے والے) ہوتے ہیں'' (حوالہ الحجرات۔۱۲)

ارشاد فرمایا

وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُۥ بَشَرٌ

''اور ہم یقیناً جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ ''انہیں تو ایک آدمی (قرآن مجید) سکھاتا ہے

لِّسَانُ ٱلَّذِى يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِىٌّ وَهَٰذَا لِسَانٌ عَرَبِىٌّ مُّبِينٌ ○

زبان اس بشر کی جس کی طرف وہ سکھانے کی نسبت کرتے ہیں عجمی ہے، اور یہ زبان واضح عربی مبین ہے'' (النحل۔۱۰۳)

قرآنِ مجید کی اس آیت مبارکہ نے واضح فرمایا ہے کہ آقائے نامدار ﷺ کی حیات مبارکہ میں مکۃ المکرمہ میں عجم سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی موجود تھے۔ قرآنِ مجید کے متعلق حقیقت بتائی

وَإِنَّهُۥ لَتَنزِيلُ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿١٩٢﴾

''اور یقیناً یہ جہانوں کے رب کا نازل کیا ہوا ہے

نَزَلَ بِهِ ٱلرُّوحُ ٱلْأَمِينُ ﴿١٩٣﴾ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ ٱلْمُنذِرِينَ ﴿١٩٤﴾

اسے روح الامین (جبرائیل علیہ السلام) کے ذریعے نازل کیا ہے آپ (ﷺ) کے قلب پر تاکہ آپ خبردار کرنے والوں میں ہوجائیں

بِلِسَانٍ عَرَبِىٍّ مُّبِينٍ ﴿١٩٥﴾

واضح عربی زبان میں'' (الشعراء۔۱۹۳۔۱۹۵)

آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ کے قلب مبارک پر جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے عربی مبین میں قرآنِ مجید نازل فرمایا ہے

تا کہ لوگوں کو خبر دار کریں اور بتایا

وَإِنَّهُۥ لَفِى زُبُرِ ٱلۡأَوَّلِينَ ﴿١٩٦﴾

''اور بیشک یہ پچھلی (نازل کردہ) تحریری کتابوں میں ہے'' (الشعراء۔۱۹۶)

''زُبُرِ'' کا مادہ ''ز ب ر'' ہے۔ الزَّبْرُ کے معنی لکھنا ہیں۔ الزَّبُورُ بمعنے مَزْبُورُ یعنی لکھی ہوئی چیز، کتاب۔ ابن فارس نے کہا ہے کہ اس مادہ کے بنیادی معنی لکھنا پڑھنا اور کسی چیز کو محکم اور مضبوط کرنا ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کو توریت بھی الواح پر لکھی لکھائی عطا ہوئی تھی جسے اپنے ہاتھوں میں تھامے ہوئے وہ واپس قوم میں آئے تھے۔ بتایا گیا ہے کہ قرآنِ مجید سے قبل کی تحریری نازل کردہ کتابوں میں یہ بات بتائی گئی تھی کہ خاتم النبیین امیین میں سے ہوں گے اور آخری کتاب عربی زبان میں نازل ہوگی۔ یہ بات واضح ہے کہ اس کے بعد فرمایا

أَوَلَمۡ يَكُن لَّهُمۡ ءَايَةً أَن يَعۡلَمَهُۥ عُلَمَٰٓؤُاْ بَنِىٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ ﴿١٩٧﴾

''اور کیا ان کیلئے اس بات میں کوئی نشانی نہیں کہ بنی اسرائیل کے علماء اس (قرآنِ مجید) کو جانتے ہیں

وَلَوۡ نَزَّلۡنَٰهُ عَلَىٰ بَعۡضِ ٱلۡأَعۡجَمِينَ ﴿١٩٨﴾

اور اگر ہم عجمیوں میں سے کسی پر اس قرآنِ مجید کو نازل کرتے

فَقَرَأَهُۥ عَلَيۡهِم مَّا كَانُواْ بِهِۦ مُؤۡمِنِينَ ﴿١٩٩﴾

اور وہ عجمی انہیں پڑھ کر سناتا تو بنی اسرائیل کے علماء یقیناً اس پر ایمان نہ لاتے'' (الشعراء ۱۹۷۔۱۹۹)۔

بنی اسرائیل کے علماء کو اولین ''زُبُرِ'' یعنی نازل کردہ تحریری کتابوں میں بتائے جانے کی وجہ سے یہ معلوم تھا کہ آخری کتاب عربی زبان میں نازل ہوگی اس لئے قرآنِ مجید اگر کسی عجمی پر عجمی زبان میں نازل کیا جاتا تو بنی اسرائیل یقیناً اس پر ایمان نہ لاتے (اور ایمان نہ لانے میں حق بجانب بھی ہوتے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے انہیں دی ہوئی تحریری خبر کے متضاد ہوتی)۔ ان آیات سے یہ بھی واضح ہے کہ بنی اسرائیل میں سے لوگ آقائے نامدار ﷺ اور قرآنِ مجید پر ایمان لائے اور اب بھی لاتے ہیں۔

آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ عرب اور عجم کے تمام انسانوں کیلئے اللہ رب العزت کے رسول ہیں۔ اور قرآنِ مجید عربی میں ہے اور یوں لسان کے حوالے سے دنیا عربی اور عجمی میں منقسم ہے۔ عرب کے بالمقابل تمام دنیا عجم ہے۔ واضح فرمایا:

مَّا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدۡ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِن قَبۡلِكَۚ

'آپ (ﷺ) سے وہی بات کہی جا رہی ہے جو آپ سے قبل رسولوں سے (ان قوموں کی زبان میں) کہی گئی تھی' (حوالہ فصلت۔۴۳)

عربی زبان کو عجم کی زبانوں سے ممیز کرتے ہوئے سورۃ ''فصلت'' کی آیت ۴۴ میں قرآنِ مجید کو عربی میں نازل کرنے کے متعلق بتایا

وَلَوْ جَعَلْنَٰهُ قُرْءَانًا أَعْجَمِيًّا لَّقَالُوا۟ لَوْلَا فُصِّلَتْ ءَايَٰتُهُۥٓ ءَا۬عْجَمِىٌّ وَعَرَبِىٌّ

''اور اگر ہم اس قرآن (مجید) کو عجمی زبان میں بناتے تو وہ کہتے ''اس کی آیات کو''فصل'' کیوں نہیں کیا گیا؟

(الگ الگ کر کے کیوں بیان نہیں کیا گیا)؟ ہیں! یہ عجمی کتاب اور وہ خود عرب!''۔

اللہ رب العزت نے واضح فرمایا کہ قرآنِ مجید کو اگر انگریزی، اردو، فارسی، ہندی، سنسکرت، پنجابی، پشتو، بلوچی، سندھی، ترکی، چینی، روسی، جاپانی یا کسی اور عجمی زبان میں بنایا ہوتا تو عربوں کی جانب سے اعتراض اٹھایا جاتا کہ ''اس کی آیات کو ''فصل'' کیوں نہیں کیا گیا''۔ اور ان کی جانب سے اظہار حیرانگی ہوتا کہ کتاب عجمی زبان میں اور اسے سنانے والے ایک عرب۔ آیت مبارکہ سے واضح ہے کہ قرآنِ مجید کا عجمی زبان میں کیا گیا لفظی ترجمہ اس کی آیات کو ''فُصِّلَتْ'' نہیں کرتا۔ قرآنِ مجید عربی زبان میں ہے اس لئے عربوں کو یہ اعتراض لَوْلَا فُصِّلَتْ ءَايَٰتُهُۥٓ نہیں تھا۔ اگر قرآنِ مجید عجمی زبان میں ہوتا تو یہ اعتراض اٹھایا جاسکتا تھا کہ اسے دنیا کو متعارف کرنے والے آقائے نامدار ﷺ خود تو عرب ہیں۔

عربی اور عجم کی زبانوں میں بنیادی فرق کیا ہے؟ عربی زبان کی انفرادیت یہ ہے کہ اس کے ہر لفظ میں ''فصل'' کرنے کی صلاحیت پنہاں ہے مذکر، مئونث الگ، واحد تثنیہ جمع الگ۔ عربی زبان کی ضمیریں، اسم اشارہ، افعال کیلئے استعمال ہونے والے الفاظ ''فصل'' کرتے چلے جاتے ہیں۔ فُصِّلَتْ کا مادہ ''ف ص ل'' ہے۔ یہ لفظ اور مادہ قرآنِ مجید کے انداز بیان، غرض و غایت اور عربی زبان کے متعلق ایک انتہائی اہم حقیقت کو بیان کرنے والا ہے۔ ارشاد فرمایا

وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ ٱلْءَايَٰتِ وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلُ ٱلْمُجْرِمِينَ ﴿٥٥﴾ (الانعام۔۵۵)

''اور اس طرح ہم اپنی آیات کو راہیں جدا کر دینے والے انداز میں پیش کرتے ہیں تا کہ مجرموں کی راہ بالکل نمایاں ہو جائے''

قرآنِ مجید کی آیات کو فُصِّلَتْ ،نُفَصِّلُ کرنے کا مقصد اور نتیجہ کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ مجرمین کی راہ 'بین' ہو جائے۔ ''تَسْتَبِينَ'' کا مادہ ''ب ی ن'' ہے اور اس کے معنی ''الگ الگ کرنا یا ہونا، کسی چیز کا کھل کر سامنے آجانا، واضح ہو جانا، آشکارا ہو جانا، نمایاں ہو جانا، عیاں کر دینا، منکشف کر دینا ہیں''۔ اس طرح واضح ہوا کہ فُصِّلَتْ، نُفَصِّلُ کے معنی اور مفہوم جدا جدا کر دینا۔ الگ الگ کر دینا۔ واضح کر دینا۔ متمیز کرنا ہیں۔ ''فصل دو چیزوں کے درمیان روک کو کہتے ہیں جو یہ بتادے کہ یہاں تک پہلی چیز ختم ہوگئی اور دوسری چیز شروع ہوگئی'' (لطائف اللغۃ)۔ ''دو چیزوں میں سے ایک کو دوسری چیز سے اس طرح الگ کر دینا کہ ان کے درمیان فاصلہ ہو

جائے اوراس طرح ایک دوسرے سے الگ اور متمیز ہوجائے'' (تاج اورراغب)۔اسی مفہوم میں ''فصال'' بچے کے دودھ چھڑانے کو کہتے ہیں (تاج وراغب)۔اردو،انگریزی زبان میں مستعمل لفظ ''تفصیل، detail'' کے معروف معنی اور مفہوم عربی زبان کے اس لفظ سے قطعی مختلف ہیں۔اردو میں کسی بھی بارے میں کل کے کل بیان کو تفصیل کہتے ہیں۔اشیاء کے بارے میں کل کے کل بیان کو تفصیل کہیں گے اردو میں کسی بھی شئے کی جزئیات کے بیان کو تفصیل کہیں گے۔اوراردوزبان کے لفظ تفصیل میں بھی جزوی طور پر یہ مفہوم بھی پایا جاتا ہے کہ اشیاء کو الگ الگ کر کے بیان کرنا۔

عربی کا فُصِّلَتْ، نُفَصِّلُ دو کے درمیان حد فاصل کھینچتا ہے۔دو کو ایک دوسرے سے الگ کرتا ہے۔دو کو ایک دوسرے سے ممیّز کرتا ہے۔دو کو ایک دوسرے سے جدا جدا کرتا ہے کہ دونوں واضح اور ابھر کر نمایاں اور عیاں ہوجائیں۔ حقیقت اور گمان کو الگ الگ کرتا ہے کہ دونوں واضح ہوجائیں، دونوں میں تفریق ہوجائے۔حق اور باطل کو جدا اور الگ کرتا ہے کہ دونوں کی پہچان واضح ہوجائے دائیں اور بائیں دونوں پہلوؤں کو بیان کرنا ہے کہ دونوں کا فرق واضح اور نمایاں ہو۔مذکر کو مؤنث سے اور مؤنث کو مذکر سے ممیّز کرنا ہے راست اور کج کو یوں بیان کرنا ہے کہ دونوں انتہائی واضح اور روشن ہوجائیں کہ فرق دور سے بھی دکھائی دے۔فُصِّلَتْ، نُفَصِّل ''فرق'' کو واضح اور عیاں کرتا ہے۔ ''فرق'' سر کی مانگ ہے اور قرآنِ مجید ''اَلْفُرْقَانَ'' ہے جو دائیں اور بائیں کو ''فصل'' یعنی الگ کر کے دکھاتا ہے۔راست روی کو کج روی سے الگ کردیتا ہے جیسے سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۵۶ میں بتایا

قَد تَّبَيَّنَ ٱلرُّشْدُ مِنَ ٱلْغَيِّ قرآنِ مجید نے راست روی کو کج روی سے الگ کردیا ہے۔

راست روی کے مقابل کج روی کو بیان کرنے سے بات کی وضاحت ہوتی ہے اور ہدایت ملتی ہے۔ایک پہلو کو بیان کرتے چلے جائیں تو ضروری نہیں کہ سننے والوں کی اکثریت کو کچھ حاصل ہو۔سفید کے معنی اور مفہوم جبھی ابھریں اور نکھریں گے اگر اسود بھی بتایا جائے۔رات کے دھندلا ہونے کا مفہوم اور اہمیت جبھی اجاگر ہوسکتی تھی کہ دن روشن ہو۔خیر کے مقابل یا متوازی شر نہ ہو تو خیر اپنا مفہوم ہی کھودے۔''فصل'' خیر اور شر کو الگ الگ کرنا ہے، راہوں کو جدا جدا کرنا ہے۔ کائنات کی ہر شئے زوج ہے۔اسی لئے ''فصل'' ضروری ہے۔اور اگر ''زوج'' نہ ہوتی تو کیا کسی بھی شئے کے کوئی معنی اور مفہوم ہوتے اور کیا اس کا ادراک اور احاطہ ممکن ہوتا؟ کائنات میں یکتا اور تنہا واحد کا ادراک اور احاطہ ممکن ہی نہیں۔اللہ ذالجلال والاکرام۔رب العالمین أَحَدٌ ہے۔ علم کو ذہن، یادداشتوں میں محفوظ کرنے اور پھر اسے یاد، ذکر کرنے (retrieve data, information from memory)، نصیحت لینے کیلئے بنیادی ضرورت اشیاء، باتوں کے مابین ''فصل''، ''فرق'' کو جاننا ہے جس کے بغیر کوئی بات بھی یادداشت میں نقش نہیں ہوسکتی۔

اللہ تعالیٰ نے کہا اور آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ ارشاد فرمارہے ہیں

أَفَغَيْرَ ٱللَّهِ أَبْتَغِى حَكَمًا وَهُوَ ٱلَّذِىٓ أَنزَلَ إِلَيْكُمُ ٱلْكِتَـٰبَ مُفَصَّلًا ۚ (حوالہ الانعام۔۱۱۴)

''کیا میں اللہ کے علاوہ کوئی منصف تلاش کروں حالانکہ وہی تو ہے جس نے تمہاری طرف نازل فرمائی ہے ٱلْكِتَـٰبَ مُفَصَّلًا''

منصف اور فیصلہ کرنے والے کو حَكَمًا کہتے ہیں۔منصف دو کو الگ الگ کرتا ہے۔حق کو باطل سے الگ کرتا ہے۔ایک کو صحیح اور ایک کو غلط قرار دیتا ہے۔دو کو ایک دوسرے سے متمیز کرتا ہے۔بات منصف تلاش کرنے کی ہو رہی ہے اس لئے ٱلْكِتَـٰبَ مُفَصَّلًا کے معنی اردو زبان کے ''مفصل، تفصیل details'' والے نہیں ہیں بلکہ عربی زبان کے مادہ ''ف ص ل'' والے ہیں یعنی فیصلہ کر دینے والی کتاب۔الگ الگ کر دینے والی کتاب۔حق کو باطل سے ممیز کرنے والی کتاب، منصف اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو بیان کرنے والی کتاب۔

قرآن مجید کی آیات (کائنات میں بکھری نشانیاں بھی آیت، علم ہیں) کو ''فصل'' کرنے کا مقصد یہ بیان فرمایا گیا ہے:

قَدْ فَصَّلْنَا ٱلْءَايَـٰتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ (حوالہ الانعام۔۹۷)

''ہم نے آیتوں (قرآنِ مجید کی آیات اور آفاق میں نشانیاں) کو الگ الگ کر کے بیان کر دیا ہے تاکہ لوگ جان لیں (مطلع ہو جائیں)''

كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ ٱلْءَايَـٰتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝

''اس طرح آیتیں کھول کر بیان کرتے ہیں تاکہ لوگ جان لیں (مطلع ہو جائیں)'' (حوالہ الاعراف۔۳۲)

وَنُفَصِّلُ ٱلْءَايَـٰتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝

''اور ہم آیتیں کھول کر بیان کرتے ہیں تاکہ لوگ جان لیں (مطلع ہو جائیں)'' (حوالہ التوبہ۔۱۱)

يُفَصِّلُ ٱلْءَايَـٰتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝

''اور وہ اپنی نشانیوں کے متعلق کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ لوگ جان لیں (مطلع ہو جائیں)'' (حوالہ یونس۔۵)

آیات کو ''فصل'' کرنے کا مقصد یہ ہے کہ لوگ جان لیں، انہیں معلوم ہو جائے، انہیں واضح علم حاصل ہو جائے۔قرآنِ مجید اللہ کی آیات پر مبنی کتاب ہے

وَلَقَدْ جِئْنَـٰهُم بِكِتَـٰبٍ فَصَّلْنَـٰهُ عَلَىٰ عِلْمٍ هُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝٥٢

''اور بیشک ہم ان کے پاس ایک کتاب لائے ہیں جسے ہم نے علم کی رو سے کھول کر بیان کر دیا ہے اور جو ایمان والے لوگوں کیلئے ہدایت اور رحمت ہے'' (الاعراف۔۵۲)

كِتَٰبٌ أُحْكِمَتْ ءَايَٰتُهُۥ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ ۝ (حوالہ ھود۔۱)

''ایک کتاب جس کی آیات محکم ہیں جنہیں بعدازاں ایک حکمت والے، خبر رکھنے والے کی طرف سے کھول کر بیان کردیا گیا ہے''

كِتَٰبٌ فُصِّلَتْ ءَايَٰتُهُۥ قُرْءَانًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٣﴾

'ایک کتاب، عربی زبان میں قرآنِ (مجید) جس کی آیتوں کو ''مفصل'' کیا گیا ہے تاکہ لوگ جان لیں (مطلع ہوجائیں)' (فصلت۔۳)

معلومات کا تقاضہ غور وفکر ہے، نتائج کا اخذ کرنا اور انہیں سمجھنا ہے اور ان حقائق کی روشنی میں راہ کا تعین کرنا ہے۔ آیات کو ''فصل'' کرنے کا مقصد بتایا

قَدْ فَصَّلْنَا ٱلْءَايَٰتِ لِقَوْمٍ يَفْقَهُونَ ۝

''ہم نے سوچنے سمجھنے والے لوگوں کے لئے آیتیں کھول کر بیان کردی ہیں'' (حوالہ الانعام۔۹۸)

كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ ٱلْءَايَٰتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝

''اس طرح ہم نشانیاں کھول کر بیان کرتے ہیں ان لوگوں کیلئے جو غور وفکر، تفکر کرتے ہیں'' (حوالہ یونس۔۲۴)

كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ ٱلْءَايَٰتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝

''اس طرح ہم آیتیں کھول کر بیان کرتے ہیں ان لوگوں کیلئے جو عقل سے کام لیتے ہیں'' (حوالہ الروم۔۲۸)

معلومات پر غور وخوض، تفکر، چھان بین کرنے (يَفْقَهُونَ ۔ يَتَفَكَّرُونَ ۔ يَعْقِلُونَ) کرنے سے حقائق اور نتائج واضح ہوتے ہیں اور واضح حقائق اور نتائج نصیحت قبول کرنے میں ممد ومعاون ہوتے ہیں۔ آیات کو ''فصل'' کرنے کا مدعا اور فائدہ بتایا

قَدْ فَصَّلْنَا ٱلْءَايَٰتِ لِقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ۝ تاکہ لوگ نصیحت لیں (باتوں کو ذہن میں محفوظ رکھ سکیں)'' (الانعام۔۱۲۶)

وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ ٱلْءَايَٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿١٧٤﴾

''اور اس طرح ہم آیتوں میں باتوں کو الگ الگ کر کے کھول کر بتاتے ہیں کہ شاید لوگ رجوع کریں'' (الاعراف۔۱۷۴)

اور آیات مبارکہ کو فصل کرنے کا منتہائے مقصود کیا ہے؟ بتایا

يُفَصِّلُ ٱلْءَايَٰتِ لَعَلَّكُم بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوقِنُونَ ۝

''اپنی آیتوں کو کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم لوگ اپنے رب کی ملاقات پر یقین کرو'' (حوالہ الرعد۔۲)

اور یہ ملاقات کب ہے؟ یَوْمُ الْفَصْلِ یعنی فیصلے کے دن۔

هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۖ جَمَعْنَاكُمْ وَالْأَوَّلِينَ ﴿٣٨﴾ (المرسلات۔۳۸)

''یہ ہے یوم الفصل (فیصلے کا دن، جنت، دوزخ میں الگ الگ کئے جانے کا دن) ہم نے تمہیں اور اگلے لوگوں کو جمع کرلیا ہے''

کائنات کی حقیقتوں کو الگ الگ کر کے بیان کرنے کے انداز سے سامع اور قاری کے ذہن وفکر کے ادراک کیلئے آسانی اور سہولت میسر آتی ہے۔اس انداز بیان سے حقیقت سامع اور قاری کی بصارتوں میں سمٹ جاتی ہے۔قرآنِ مجید کے متعلق ارشاد فرمایا:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنزَلَ عَلَىٰ عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَل لَّهُ عِوَجًا ۜ ﴿١﴾ (الکہف۔۱)

'تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے اپنے بندے (رسول کریم ﷺ) پر کتاب کو (قرآنِ مجید) نازل کیا اور اس میں کوئی ٹیڑھا پن نہیں رکھا'

قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿٢٨﴾

''یہ ایک عربی قرآن (مجید) ہے، یہ غیر ہے اس کا جس میں ٹیڑھا پن ہو، تاکہ وہ تقویٰ اختیار کرسکیں'' (الزمر۔۲۸)۔

عربی قرآنِ مجید کی خصوصیت یہ بتائی کہ اس میں عِوَجٍ نہیں ہے۔اس لفظ کا مادہ ''ع و ج'' ہے اور معنی ہیں ٹیڑھا ہونا، ناہموار ہونا۔

لَّا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ﴿١٠٧﴾ ''اس میں ٹیڑھ اور نہ کوئی اونچ نیچ دکھائی دے گی'' (طٰہٰ۔۱۰۷)۔

اس سے واضح ہے کہ عِوَجًا کے معنی زمین، دیوار اور کسی دوسری شئے کے حوالے سے اس ٹیڑھ کے ہوں گے جو آنکھوں سے دکھائی دے لیکن جب کتاب کے متعلق کہا جائے کہ اس میں عِوَجٍ نہیں تو اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ واضح، سیدھی، کھلم کھلی، آسان فہم کتاب ہے جس میں بیان کردہ باتوں، حدیثوں میں عقل وبصیرت کیلئے تضاد، التباس، الجھاؤ، ابہام نہیں۔

قرآنِ مجید کی اس حقیقت کو یوں بھی بتایا

الٓر ۚ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ﴿١﴾ ''الٓر یہ کتاب مبین کی آیات ہیں''

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٢﴾

''بیشک ہم نے قرآن (مجید) کو عربی (مبین) میں نازل کیا ہے تاکہ تم اس میں تعقل، غور وفکر کرو'' (سورۃ یوسف۔۱۔۲)

تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ﴿٢﴾ ''یہ کتاب مبین کی آیات ہیں'' (الشعراء اور القصص۔۲)

آیات کتابِ مبین کی ہیں اور اس کی بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴿١٩٥﴾ زبان عربی مبین ہے (الشعراء۔۱۹۵)

لفظ **الْـمُبِین** کا مادہ ''ب ی ن'' ہے۔ابن فارس نے اس کے بنیادی معنی الگ الگ کرنا[عربی لفظ ''فَـصْـل''] لکھے ہیں۔دوزمینوں
کے درمیان فاصلہ یا حد کو کہتے ہیں۔قرآنِ مجید نے اس مادہ کے معنی الگ کرنا،حدفاصل قائم کرنا بتائے ہیں

قَد تَّبَيَّنَ ٱلرُّشۡدُ مِنَ ٱلۡغَيِّۚ ''راست روی کو کج روی سے الگ کردیا گیا ہے''(حوالہ البقرۃ-۲۵۶)

کتاب مبین کیا ہے؟ کائنات کی ہر شئے کے بارے میں کتاب مبین میں لکھا ہے۔ارشادفرمایا:

وَعِندَهُۥ مَفَاتِحُ ٱلۡغَيۡبِ لَا يَعۡلَمُهَآ إِلَّا هُوَۚ وَيَعۡلَمُ مَا فِي ٱلۡبَرِّ وَٱلۡبَحۡرِۚ وَمَا تَسۡقُطُ مِن وَرَقَةٍ
إِلَّا يَعۡلَمُهَا وَلَا حَبَّةٖ فِي ظُلُمَٰتِ ٱلۡأَرۡضِ وَلَا رَطۡبٖ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَٰبٖ مُّبِينٖ ٥٩

''اوراللہ ہی کے پاس پوشیدہ چیزوں کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔اوروہ جانتا ہے جو خشکی اور سمندر میں ہے۔
اور پتوں میں سے کوئی نہیں گرتا جو اس کے علم میں نہ ہو۔اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ نہیں اور نہ کوئی تر یا خشک شئے ہے
سوائے اس کے جو کتاب مبین میں لکھا ہے''(الانعام-۵۹)

وَمَا تَكُونُ فِي شَأۡنٖ وَمَا تَتۡلُواْ مِنۡهُ مِن قُرۡءَانٖ وَلَا تَعۡمَلُونَ مِنۡ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا
عَلَيۡكُمۡ شُهُودًا إِذۡ تُفِيضُونَ فِيهِۚ وَمَا يَعۡزُبُ عَن رَّبِّكَ مِن مِّثۡقَالِ ذَرَّةٖ فِي (یونس-۶۱)
ٱلۡأَرۡضِ وَلَا فِي ٱلسَّمَآءِ وَلَآ أَصۡغَرَ مِن ذَٰلِكَ وَلَآ أَكۡبَرَ إِلَّا فِي كِتَٰبٖ مُّبِينٍ ٦١

''اور آپ (ﷺ) جس حال میں بھی ہوں اور اس بارے میں قرآنِ مجید میں سے جو کچھ بھی آپ تلاوت فرماتے ہوں اور تم لوگ جو کام
بھی کرتے ہو ہم اس پر شاہد ہوتے ہیں (دیکھ رہے ہوتے ہیں) جب تم اس میں مشغول ہوتے ہو۔اور آپ (ﷺ) کے رب سے ذرہ
کی مانند شئے نہ زمین میں چھپتی ہے اور نہ آسمانوں میں،اور نہ ذرہ سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی مگر وہ کتاب مبین میں درج ہوتی ہے''

وَمَا مِن دَآبَّةٖ فِي ٱلۡأَرۡضِ إِلَّا عَلَى ٱللَّهِ رِزۡقُهَا وَيَعۡلَمُ مُسۡتَقَرَّهَا
وَمُسۡتَوۡدَعَهَاۚ كُلّٞ فِي كِتَٰبٖ مُّبِينٖ ٦

''اور زمین میں کوئی جانور نہیں جس کا رزق اللہ پر منحصر نہ ہو،اوروہ اس کے ٹھہرنے کی جگہ اور اس کے سونپے جانے کی جگہ کو جانتا ہے۔
تمام کے متعلق کتاب مبین میں لکھا ہے''(ھود-۶)

لَا يَعۡزُبُ عَنۡهُ مِثۡقَالُ ذَرَّةٖ فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَلَا فِي ٱلۡأَرۡضِ وَلَآ أَصۡغَرُ مِن ذَٰلِكَ وَلَآ أَكۡبَرُ

'اس عالم الغیب سے ذرہ برابر بھی شئے آسمانوں میں اوجھل ہوتی ہے اور نہ زمین میں۔اور نہ ذرے سے چھوٹی اور نہ بڑی کوئی بھی چیز ہے
مگر وہ کتاب مبین میں لکھی ہے''(حوالہ سباء-۳)

اللہ تعالیٰ نے کتابِ مبین کی آیات کو عربی زبان میں نازل فرما کر قرآنِ مجید ترتیب دیا ہے۔ قرآنِ مجید کو کتاب مبین قرار دیا گیا

يَـٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَـٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ
مِنَ ٱلْكِتَـٰبِ وَيَعْفُوا۟ عَن كَثِيرٍ ۚ قَدْ جَآءَكُم مِّنَ ٱللَّهِ نُورٌ وَكِتَـٰبٌ مُّبِينٌ ﴿١٥﴾

''اے اہلِ کتاب! تمہارے پاس اللہ کے رسول (ﷺ تشریف لے) آئے ہیں جو تم پر کافی باتیں ظاہر اور واضح کر دیتے ہیں
جنہیں تم کتاب میں سے چھپاتے ہو اور بہت ساری باتوں سے درگزر بھی فرماتے ہیں۔
اللہ کی جانب سے تمہارے پاس نور اور قرآنِ مجید (جَآءَ۔ واحد مذکر غائب، کتاب مبین) آ گیا ہے'' (المائدہ۔۱۵)

مبین کے معنی اور مفہوم سمجھنے میں سورۃ المائدہ کی اس آیت مبارکہ سے ہمیں مدد ملتی ہے۔ لفظ مبین کا مادہ ''ب ی ن'' ہے۔ آیت میں يُبَيِّنُ کے مقابل تُخْفُونَ استعمال ہوا ہے جس کے معنی چھپانا، ظاہر نہ کرنا ہیں۔ لہٰذا يُبَيِّنُ کے معنی ہوئے کسی چیز کو ظاہر کر دینا، عیاں کر دینا، نمایاں کر دینا۔ لَتُبَيِّنُنَّهُۥ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُۥ ''تم اسے لوگوں کے سامنے واضح بیان کرو گے اور اسے چھپاؤ گے نہیں'' (حوالہ آلِ عمران۔۱۸۷)۔ تکتمون کے معنی بھی چھپانا، ظاہر نہ کرنا ہیں۔

سورۃ الحجر کی پہلی آیت میں بھی آیات کو کتاب مبین اور قرآنِ مبین کی آیات کہا گیا ہے:

الٓر ۚ تِلْكَ ءَايَـٰتُ ٱلْكِتَـٰبِ وَقُرْءَانٍ مُّبِينٍ ﴿١﴾

''الٓر۔ یہ کتاب اور قرآنِ مبین کی آیات ہیں''

الفاظ کی ترتیب بدل کر یہ بات سورۃ النمل کی پہلی آیت میں یوں بیان فرمائی

طسٓ ۚ تِلْكَ ءَايَـٰتُ ٱلْقُرْءَانِ وَكِتَابٍ مُّبِينٍ ﴿١﴾ طسٓ۔ یہ قرآن اور کتاب مبین کی آیات ہیں''

اور کتاب مبین قرآنِ مبین ہے إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْءَانٌ مُّبِينٌ ۔ یہ ایک ذکر یعنی قرآنِ مبین ہے'' (حوالہ یٰس۔۶۹)

سورۃ الزخرف کی آیات ۲۔۴ اور الدخان کی آیات ۲۔۵ کے مطالعہ سے کتاب مبین اور قرآنِ مبین کا مفہوم اور ان کی آپس میں نسبت نکھر کر سامنے آ جائے گی۔ ارشاد فرمایا:

وَٱلۡكِتَٰبِ ٱلۡمُبِينِ ﴿٢﴾ إِنَّا جَعَلۡنَٰهُ قُرۡءَٰنًا عَرَبِيّٗا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُونَ ﴿٣﴾
وَإِنَّهُۥ فِيٓ أُمِّ ٱلۡكِتَٰبِ لَدَيۡنَا لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ ﴿٤﴾

"قسم ہے کتاب مبین کی۔ ہم نے اسے عربی قرآن (مبین) بنایا ہے تاکہ تم (صحیح اور واضح طور) تعقل کر، سمجھ سکو اور وہ ام الکتاب میں ہمارے پاس ہے، جو بلند مرتبہ اور حکمت بھری ہے" (سورۃ الزخرف کی آیات ۲۔۴)

وَٱلۡكِتَٰبِ ٱلۡمُبِينِ ﴿٢﴾ إِنَّآ أَنزَلۡنَٰهُ فِي لَيۡلَةٖ مُّبَٰرَكَةٍۚ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ ﴿٣﴾
فِيهَا يُفۡرَقُ كُلُّ أَمۡرٍ حَكِيمٍ ﴿٤﴾ أَمۡرٗا مِّنۡ عِندِنَآۚ إِنَّا كُنَّا مُرۡسِلِينَ ﴿٥﴾

"کتاب مبین کی قسم! ہم نے اسے ایک بابرکت رات میں اتارا ہے، بے شک ہم خبردار کرنے والے تھے۔ اس میں ہر حکمت والا معاملہ طے کر دیا گیا ہے، معاملہ ہماری طرف سے ہے (یہ فیصلہ ہماری جانب سے ہے)۔ بے شک اسے بھیجنے والے ہم ہیں" (الدخان۔۲۔۵)

ان آیات کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ کتاب مبین (جسے ام الکتاب بھی کہا گیا) کی آیات کو عربی مبین میں قرآنِ مبین بنا کر ماہ رمضان کی ایک بابرکت رات میں جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے نازل کیا گیا اور بعد ازاں آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ کے قلب مبارک پر ٹھہر ٹھہر کر نازل فرمایا گیا۔ مبین کا مادہ 'ب ی ن' ہے جس کے معنی ظاہر کر دینا، عیاں کر دینا، نمایاں کر دینا ہیں۔ لہٰذا کتابِ مبین سے مراد وہ کتاب ہے جو حقائق مستور کو ظاہر کرے، جو حقیقت کو منکشف اور عیاں کر دے اور سورۃ الدخان کی آیات ۲۔۵ سے روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ کتاب مبین کے معنی ایک ایسی کتاب کے ہیں جس کے بعد کسی کتاب کی ضرورت اور حاجت نہ رہے کہ اس میں تمام امور کو طے کر کے ان کے بارے میں کسی بھی ابہام کی گنجائش نہیں رہنے دی گئی۔

عربی مبین کے معنے ہی صاف، واضح، فصیح البیان اور بیّن کے ہیں۔ اس کو بولنے والے بجا طور پر اپنے آپ کو عرب (یعنی فصیح البیان) اور دوسروں کو عجم (یعنی گونگے) کہا کرتے تھے۔ قرآنِ مجید کی عربی مبین کی ان خصوصیات سے جو بات ابھر کر سامنے آتی ہے وہ یہ کہ اس کے الفاظ کے معنی اور مفہوم متعین ہیں۔ ذہنوں کے درمیان تصور اور حدیث کی اس انداز میں منتقلی کہ وصول کرنے والے کے ذہن میں ہو بہو وہی تصویر ابھرے جو کہنے والے کے ذہن میں ہے صرف اس صورت میں ممکن ہے اگر زبان کے الفاظ کے معنی مفہوم، گہرائی، گیرائی اور وسعت متعین ہو اور الفاظ جن تصورات کے حامل ہیں ان کے بارے میں کوئی ابہام اور ٹیڑھا پن نہ ہو۔

جس کتاب میں تمام امور کا فیصلہ کر دیا گیا ہو اس کی زبان کے الفاظ کے معنی اور مفہوم متعین اور بین ہونے اور ان میں ٹیڑھا پن

نہ ہونے کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ اگر شرارت اور خباثت سے بھی اپنی زبانوں کو ٹیڑھا کر کے کوئی ایسا لفظ اس انداز سے بھی ادا کرسکتا ہے کہ کہنے والے کے ذہن کے تصور کے بالکل الٹ تصور سننے والے کے ذہن میں ابھرے تو اللہ نے اس حرکت کو اس قدر ناپسندیدہ جانا کہ ایمان والوں کو بھی عربی زبان کے اس لفظ کے استعمال کرنے سے منع فرمادیا

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَقُولُواْ رَٰعِنَا ''اے ایمان والو!تم 'راعنا' مت کہا کرو'' (حوالہ البقرۃ۔۱۰۴)۔

اور عام زندگی میں بات کو سیدھے سادے انداز میں کہنے کا حکم دیا (حوالہ الاحزاب۔۷۰) یعنی بات کو اس طرح بیان کرو کہ جو تصور تمہارے ذہن میں ہے وہی سننے والے کے ذہن میں قائم ہو۔ انسان کا قول ہمیشہ ''معروف'' ہونا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید عربی مبین میں نازل فرمایا اور یہ آیات پر مشتمل ہے۔ ءَايَةٍ کسی ظاہری علامت یا نشانی کو کہتے ہیں اور اس کی بنیادی صفت یہ ہے کہ انسانوں کیلئے ہمیشہ ''معروف'' ہوتی ہے قَالَ رَبِّ ٱجْعَل لِّىٓ ءَايَةً ''(زکریا علیہ السلام نے) کہا ''یارب! میرے لئے کوئی علامت مقرر کر'' قَالَ ءَايَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ ٱلنَّاسَ ثَلَـٰثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْزًا اس نے کہا ''تیرے لئے نشانی یہ ہے کہ تین دن (رات) لوگوں سے کلام نہیں کرسکے گا سوائے اشاروں سے'' (حوالہ آلِ عمران۔۴۱، مریم۔۱۰) زکریا علیہ السلام کیلئے ایک محسوس اور ظاہری علامت، نشانی کو ءَايَةٍ کہا گیا ہے۔ سورۃ الشعراء کی آیت ۱۲۸ سے بھی یہ معنی واضح ہیں

أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ ءَايَةً تَعْبَثُونَ ﴿١٢٨﴾

''کیا تم ہر بلند مقام پر بے مقصد یادگار (عمارت نشانی) اس خیال سے بناتے ہو''

ءَايَةٍ کسی ظاہری علامت یا نشانی کو کہتے ہیں۔ اور جو چیز ظاہر ہے وہ ہمارے لئے اطلاع (information) ہے جو ہماری یادداشت (Memory) میں محفوظ ہو جاتی ہے۔ علامت، نشانی، اطلاع سماعت کے حوالے سے بھی ہوتی ہے جو ہماری یادداشت پر اسی طرح نقش ہو جاتی ہے جیسے آنکھوں سے دیکھی ہوئی اشیاء، علامتیں، نشانیاں، اطلاعات، معلومات حافظے میں محفوظ رہتی ہیں۔ سماعتوں کو علامت، نشانی، اطلاع بہم پہنچانے کا ایک ذریعہ کلام ہے اور دوسرا کتاب کی تحریر۔ اللہ رب العزت نے قرآنِ مجید کو كِتَـٰبَ ٱللَّهِ اور كَلَـٰمَ ٱللَّهِ کہا ہے اور اس میں موجود بیان کے اجزاء کو ءَايَـٰتِى ''میری آیتیں'' بتایا ہے (حوالہ الانعام ۱۳۰، الاعراف۔۳۵)۔ کلام کے ذریعے دی ہوئی اطلاع، خبر کو پہلے سنایا جاتا ہے۔ بتایا

لَقَدْ مَنَّ ٱللَّهُ عَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ

''اللہ نے مومنوں پر احسان کیا جب اس نے ان کے درمیان انہی میں سے رسول (کریم ﷺ کو) بھیجا

يَتۡلُواْ عَلَيۡهِمۡ ءَايَـٰتِهِۦ جوانہیں اللہ تعالیٰ کی آیتیں سناتے ہیں'' (حوالہ آل عمران۔۱۶۴)

رَّسُولٗا يَتۡلُواْ عَلَيۡكُمۡ ءَايَـٰتِ ٱللَّهِ مُبَيِّنَـٰتٖ

''ایک رسول تم لوگوں کوراہوں کوالگ الگ واضح کر دینے والی اللہ کی آیات سناتے ہیں'' (حوالہ الطلاق۔۱۱)۔

یارب! تیرے اس عظیم احسان کے ہم شکر گزار ہیں۔

ظاہری علامت، نشانی بصارتوں کو دکھائی دیتی ہے۔ لیکن بصارتوں کو دکھائی دینے والی شئے علامت اور نشانی (اطلاع) کا درجہ اسوقت حاصل کر سکتی ہے اگر یہ یاداشت (Memory) میں محفوظ ہو سکے۔ اور بصارتوں میں آنے والی شئے، ظاہری علامت، نشانی یاداشت میں محفوظ صرف اس صورت میں ہو سکتی ہے اگر اسے کوئی نام، اسم (code) دیا جائے اور سماعتوں کو سنایا جائے۔ اسم سماعت کیلئے ہے اور شئے کا ظاہر بصارت کیلئے۔ اسم نہیں تو شئے کا ظاہر ہونا اور نہ ہونا معنویت سے عاری ہوگا۔ اللہ رب العزت نے ملائکہ کو جب یہ فیصلہ بتایا تھا کہ 'میں (آدم کو) زمین میں خود مختار بنانے لگا ہوں''۔ تو انہوں نے رائے زنی کی تھی'' کیا آپ وہاں اس کو بنانے والے ہیں جو وہاں بگاڑ پیدا کریگا اور خون بہائے گا حالانکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکیزگی کو بیان کرتے ہیں''۔ یہ ملائکہ کی رائے تھی۔ کوئی بھی مخلوق انسان، ملائکہ یا ابلیس جب نامکمل معلومات اور آدھے علم کی بنیاد پر نتائج اخذ کرے گی تو یہ رائے کے علاوہ کچھ نہیں کہلا سکتا۔ قَالَ إِنِّيٓ أَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُونَ ''تمہارے رب نے (انہیں) فرمایا'' میں وہ جانتا ہوں جسے تم نہیں جانتے'' (حوالہ البقرۃ۔۳۰)۔ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے یہ نہیں فرمایا کہ وہ کچھ بھی علم نہیں رکھتے بلکہ بتایا کہ وہ ان باتوں کو نہیں جانتے جو اللہ جانتا ہے۔ ملائکہ کو بتا دیا گیا کہ ان کے پاس مکمل معلومات، علم نہیں ہے۔ انہیں واضح کر دیا گیا ہے کہ ان کا یہ تبصرہ، رائے ادھورے علم کی بنیاد پر تھا۔ آدم علیہ السلام کے متعلق چند معلومات یا خود مختار حیثیت کی ایک لغزش کو جان کر اور اس مٹی کی خصوصیات کو جاننے کی بناء پر جس سے بشر کو بنایا گیا تھا ملائکہ نے یہ رائے بیان کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ بھی کہا تھا کہ'' میں آسمانوں اور زمین کی چھپی باتیں جانتا ہوں اور جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو''۔ وَعَلَّمَ ءَادَمَ ٱلۡأَسۡمَآءَ كُلَّهَا ''اور (تمہارے رب نے) آدم کو تمام (چیزوں کے) ناموں (اسماء) کا علم دے دیا ثُمَّ عَرَضَهُمۡ عَلَى ٱلۡمَلَـٰٓئِكَةِ بعدازاں ان چیزوں کو فرشتوں کے سامنے رکھا'' عَرَضَ کے معنی کسی چیز کا ظاہر ہو جانا، دکھائی دینا یا پیش کرنا ہیں

فَقَالَ أَنۢبِـُٔونِي بِأَسۡمَآءِ هَـٰٓؤُلَآءِ إِن كُنتُمۡ صَٰدِقِينَ ''اور ان سے پوچھا'' ان کے نام بتاؤ اگر تم (اپنے کہے ہوئے بیان میں) سچے ہو''۔ سچا وہ ہے جس نے مکمل علم کی بنیاد پر بات کہی ہو۔ ملائکہ کو اپنی رائے کی کمزوری کا علم اور احساس ہو گیا

قَالُواْ سُبۡحَـٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَآ إِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَآ ''انہوں نے کہا'' تو پاک ہے! یقیناً ہمیں علم نہیں سوائے اس علم کے جو آپ نے ہمیں بتلایا ہے۔ إِنَّكَ أَنتَ ٱلۡعَلِيمُ ٱلۡحَكِيمُ آپ ہی علم اور حکمت والے ہیں''۔ ضروری نہیں کہ جو بات سچائی کے درجے پر فائز قرار نہ پاسکے وہ جھوٹ کہلائے۔ ادھورے علم کی بنیاد پر وقت کے ایک مقام پر قائم کی گئی کوئی رائے آنے والے وقت میں صحیح بھی ہوسکتی ہے اور اس کے غلط ہونے کا امکان بھی ہے۔ اس لئے ادھورے علم کی بنیاد پر قائم کی گئی رائے کو وقت کے اُس مقام پر سچائی کے درجے پر فائز نہیں کیا جاسکتا۔ ایسی رائے وقت کے اُس مقام پر ''ممکنات'' کی کیفیت کی حامل قرار پاسکتی ہے۔ جھوٹی بات وہ ہے جو کسی علم، معلومات کے بغیر محض خیال، تخیل کی پیداوار ہو۔ ''ہمیں علم نہیں سوائے اس کے جو آپ نے ہمیں بتلایا ہے''۔ علم معلومات کا وہ ذخیرہ ہے جسے یاداشت (Memory) میں سے نکالا (Retrieve, decode or recode) جاسکے تاکہ اسے بیان کیا جائے۔ قَالَ يَـٰٓـَٔادَمُ أَنۢبِئۡهُم بِأَسۡمَآئِهِمۡ ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' اے آدم! انہیں ان کے نام بتا''۔ اسم کے بغیر کسی شئے کے وجود کو تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ اسم کے بغیر شئے، تصور، نظریہ موجود نہیں عدم ہے۔ اور وجود اور موجود کے بغیر کسی بھی اسم کی کوئی حقیقت نہیں کہ یہ علم نہیں بلکہ محض أَفۡوَٰهِهِمۡ لوگوں کے منہ کی باتیں ہیں۔

علم ءَ ايَةِ کا ہوتا ہے۔ ءَ ايَةِ کسی ظاہری علامت، شئے، نشانی کو کہتے ہیں جس کا ایک متعین اسم ہوتا ہے۔ ءَ ايَةِ بین اور غیر متبدل ہے۔ طفل کو بالغ اور بالغ کو طفل نہیں کہا جاسکتا۔ مختلف آیات کی انفرادیت اور ان کے مابین باہمی (relationship) ربط، تعلق، فرق کو سمجھنا اور اس تعلق اور فرق سے پیدا ہونے والے نتیجے کو جاننا عقل سے کام لینا ہے۔ ءَ ايَةِ کے بغیر انسان کیلئے تعقل کرنا ممکن ہی نہیں۔ اور جو اپنے متعلق یہ فرمائے اس کی بات، کلام ءَ ايَةِ ہوتی ہے:

إِنِّيٓ أَعۡلَمُ غَيۡبَ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ وَأَعۡلَمُ مَا تُبۡدُونَ وَمَا كُنتُمۡ تَكۡتُمُونَ

''میں آسمانوں اور زمین کی چھپی باتیں جانتا ہوں اور جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو'' (حوالہ البقرۃ۔۳۳)

عقل فرق کو متعین کرتی ہے۔

أَتَأۡمُرُونَ ٱلنَّاسَ بِٱلۡبِرِّ وَتَنسَوۡنَ أَنفُسَكُمۡ وَأَنتُمۡ تَتۡلُونَ ٱلۡكِتَـٰبَ

''لوگوں کو نیکی کی تلقین کرتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم تو کتاب بھی پڑھتے ہو

أَفَلَا تَعۡقِلُونَ ٥ کیا تم عقل استعمال نہیں کرتے؟'' (البقرۃ۔۴۴)

عقل استعمال کی جائے تو دو باتوں کا تضاد اور فرق واضح ہو جاتا ہے وگرنہ وہ دونوں باتیں، اشیاء، علامتیں، نشانیاں، آیتیں معلومات میں ہیں، علم کی حیثیت سے یاداشت میں محفوظ ہیں۔

علم ءَ ایۃ کا ہوتا ہے۔علم موجود و مشہود کا ہوتا ہے، مفروضہ، عدم مشہود کا تخیل علم نہیں ہے۔

فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا ۚ ''تو ہم نے کہا اُس (مقتول) کو (مذبوحہ گائے کے) ایک ٹکڑے سے مارو''

كَذَٰلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ

''اس طرح اللہ مردوں کو زندہ کرے گا اور تمہیں اپنی آیات (نشانیاں، معلومات، علم) دکھاتا ہے''۔علم، معلومات کس لئے ہیں؟

لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝ ''تا کہ تم عقل سے کام لو، تعقل کرو'' (البقرۃ۔۷۳)

''اللہ مردوں کو زندہ کرے گا'' یہ مستقبل کی بات ہے۔ یہ غیب کی بات ہے۔انسان کیلئے مشہود نہیں اس لئے یہ اس کا علم نہیں۔لیکن یہ اس کا کہنا ہے جو عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ ''وہ غیب اور ظاہر کا جاننے، علم رکھنے والا ہے'' (حوالہ الانعام۔۷۳، الرعد۔۹، السجدہ۔۶، الحشر۔۲۲، التغابن۔۱۸)۔ اور غیب کو جاننے والے کی حیثیت اسے دیکھنے والے کی ہوتی ہے اس لئے اس کی کہی اور لکھی ہوئی بات ءَ ایۃ ہے۔أَعِندَهُ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرَىٰ ﴿٣٥﴾ ''کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے جس کے سبب سے وہ دیکھتا ہے؟' (النجم۔۳۵) أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ۝ 'یا ان کے پاس غیب ہے جسے وہ لکھتے جاتے ہیں' (الطور ۴۱، القلم۔۴۷)

علم، معلومات پر تعقل انسان کو ادراک عطا کرتا ہے۔

قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ ۚ

''آپ (ﷺ) بتائیں ''اللہ کے سوا کوئی بھی جو آسمانوں اور زمین میں ہے غیب کو نہیں جانتا''

وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ۝ اور انہیں اس کا شعور نہیں ہوسکتا کہ کب اٹھائیں جائیں گے'' (النمل۔۶۵)۔

يَشْعُرُونَ کا مادہ ''ش ع ر'' ہے اور اس کے معنی کسی چیز کو سمجھ لینا، جان لینا، تاڑ لینا، معاملات کی باریکیوں کو جان لینا، کسی شئے کا ادراک کر لینا ہیں۔ کسی بھی شئے، بات کو جاننے اور سمجھنے کیلئے اس کا ''پیچھا'' کرنا پڑتا ہے۔ علم کو جانچنا، پرکھنا، الٹنا پلٹنا وہ عمل ہے جو تعقل کہلاتا ہے (processing, analysing. examining information) اور اس سے معاملات کی باریکیوں کو انسان جان لیتا ہے۔اس کا اسے ادراک ہو جاتا ہے۔اور یہ اسے یقین کی منزل پر پہنچا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں نازل کردہ اپنی آیات (مشہود علم) کو انسان کے سمجھنے، غور و فکر اور یقین کرنے کیلئے واضح اور نکھار کر بیان کیا ہے

قَدْ بَيَّنَّا ٱلْءَايَـٰتِ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ۝

''ہم نے آیات کو واضح اور کھلے انداز میں بیان کر دیا ہے تا کہ لوگوں کو یقین آئے'' (حوالہ البقرۃ۔۱۱۸)

كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ ءَايَـٰتِهِۦ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝

''اس طرح اللہ لوگوں کیلئے اپنے احکام واضح کرتا ہے تا کہ وہ تقویٰ اختیار کریں'' (حوالہ البقرۃ۔۱۸۷)

كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمُ ٱلْءَايَـٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ۝

'اللہ اس طرح تمہارے لئے آیات کو کھول کر تم پر واضح کرتا ہے تا کہ تم تفکر کرو (دنیا اور آخرت کے بارے میں)' (حوالہ البقرۃ ۲۱۹، ۲۶۶)

اور آیات کو بیّن کرنے کا ایک مقصد یہ بتایا وَيُبَيِّنُ ءَايَـٰتِهِۦ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝

''اور لوگوں کے لئے اپنی آیات کو کھولتا اور واضح کرتا ہے تا کہ وہ انہیں محفوظ کر سکیں (نصیحت حاصل کریں)'' (حوالہ البقرۃ۔۲۲۱)

كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمْ ءَايَـٰتِهِۦ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٢٤٢﴾

'اللہ اس طرح تمہارے لئے اپنی آیات کو کھول کر تم پر واضح کرتا ہے تا کہ تم عقل وفکر کرو'' (البقرۃ۔۲۴۲)

قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ ٱلْءَايَـٰتِ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ ۝

''ہم نے تم پر آیات (معلومات، احکام، علم) کو واضح کر دیا ہے اگر تم عقل وفہم استعمال کرو'' (حوالہ آلِ عمران۔۱۱۸)

كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمُ ٱلْءَايَـٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝

''اللہ اس طرح تمہارے لئے آیات کو کھول کر تم پر واضح کرتا ہے تا کہ تم عقل وفکر کرو'' (حوالہ النور۔۶۱)۔

قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ ٱلْءَايَـٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝

''ہم نے تمارے لئے آیات (احکام، علم) کو واضح کر دیا ہے تا کہ تم عقل وفہم استعمال کر سکو'' (حوالہ الحدید۔۱۷)

اللہ تعالیٰ نے کائنات کے متعلق آیات (مشہود علم) کو بھی انسان کیلئے ان میں تعقل وتفکر کرنے کیلئے انتہائی انداز میں واضح اور نکھار کر بیان کر دیا ہے اور اپنی باتوں، احکام کو بھی الگ الگ کر کے غیر مبہم انداز میں واضح کر دیا ہے

وَيُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمُ ٱلْءَايَـٰتِ ''اور اللہ تمہارے لئے آیات کو کھول کر واضح کرتا ہے'' (حوالہ النور۔۱۸)

كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمُ ٱلْءَايَـٰتِ ''اللہ اس طرح تمہارے لئے آیات کو کھول کر واضح کرتا ہے'' (حوالہ النور۔۵۸)

كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمْ ءَايَـٰتِهِۦ ''اللہ اس طرح تمہارے لئے اپنی آیات کو کھول کر واضح کرتا ہے'' (حوالہ النور۔۵۹)

اللہ تعالیٰ کا ءَايَـٰتِى ''میری آیتیں'' یعنی قرآنِ مجید کی آیات کو نکھار کر واضح کرنے کا مدعا و مقصد یہ ہے

كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمْ ءَايَـٰتِهِۦ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝

''اللہ اس طرح تمہارے لئے اپنی آیات کو کھول کر واضح کرتا ہے تا کہ تم راہ ہدایت پاؤ'' (حوالہ آلِ عمران۔۱۰۳)

يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ

''اللہ چاہتا ہے کہ تم پر ان طریقوں کو واضح کرے اور ان کی ہدایت دے جن کی پیروی تم لوگوں سے قبل گزرے ہوئے صلحاء کرتے تھے۔

وہ (اپنی رحمت کے ساتھ) تمہاری طرف متوجہ ہونے کا ارادہ رکھتا ہے'' (حوالہ النساء۔۲۶)

يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمْ أَن تَضِلُّوا ''اللہ تمہارے لئے واضح کرتا ہے تا کہ تم کہیں بھٹک نہ جاؤ'' (حوالہ النساء۔۱۷۶)

كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمْ ءَايَـٰتِهِۦ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

''یوں اللہ تم پر اپنی آیتیں واضح کرتا ہے تا کہ تم شکر گزار بنو'' (حوالہ المائدہ۔۸۹)۔ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ۔

آقائے نامدار ﷺ پر نازل فرمائے گئے کے متعلق ارشاد فرمایا

وَلَقَدْ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ءَايَـٰتٍۭ بَيِّنَـٰتٍ

''اور ہم نے آپ (ﷺ) پر واضح آیتیں (آیات بینات) نازل کر دی ہیں'' (حوالہ البقرۃ۔۹۹)

شَهْرُ رَمَضَانَ ٱلَّذِىٓ أُنزِلَ فِيهِ ٱلْقُرْءَانُ ''رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآنِ (مبین) نازل فرمایا

هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَـٰتٍ مِّنَ ٱلْهُدَىٰ وَٱلْفُرْقَانِ

لوگوں کیلئے رہنما، اور ہدایت میں سے روشن اور واضح حقیقتیں، اور کسوٹی'' (حوالہ البقرۃ۔۱۸۵)

فَإِن زَلَلْتُم مِّنۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ ٱلْبَيِّنَـٰتُ

''پھر اگر تم پھسل، لغزش کھا گئے، ہٹ گئے اس کے بعد کہ تمہارے پاس واضح آیات آن چکی ہیں

فَٱعْلَمُوٓا أَنَّ ٱللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ تو جان لو کہ اللہ غالب اور حکمت والا ہے'' (البقرۃ۔۲۰۹)۔

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ءَايَاتُنَا بَيِّنَـٰتٍ

''اور جب انہیں ہماری واضح آیتیں سنائی جاتی ہیں

قَالَ ٱلَّذِينَ لَا يَرۡجُونَ لِقَآءَنَا ٱئۡتِ بِقُرۡءَانٍ غَيۡرِ هَـٰذَآ أَوۡ بَدِّلۡهُ ۚ (حوالہ یونس۔۱۰)

تو وہ لوگ جو ہمیں ملنے کی توقع نہیں رکھتے کہتے ہیں "اِس قرآن کے غیر (علاوہ) کوئی قرآن لے آئیں یا اس قرآن کو بدل دیں"۔

وَإِذَا تُتۡلَىٰ عَلَيۡهِمۡ ءَايَـٰتُنَا بَيِّنَـٰتٍ قَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ لِلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَيُّ ٱلۡفَرِيقَيۡنِ خَيۡرٌ مَّقَامًا وَأَحۡسَنُ نَدِيًّا ﴿٧٣﴾

"اور جب انہیں ہماری واضح آیتیں سنائی جاتی ہیں تو انکار کرنے والے ماننے والوں سے کہتے ہیں کہ دونوں فریقوں میں کس کا مقام بہتر اور مجلس زیادہ حسین ہے؟" (مریم۔۷۳)

وَكَذَٰلِكَ أَنزَلۡنَـٰهُ ءَايَـٰتٍۭ بَيِّنَـٰتٍ وَأَنَّ ٱللَّهَ يَهۡدِى مَن يُرِيدُ ﴿١٦﴾

"اور اس طرح ہم نے اسے نازل کیا ہے، آیات بینات۔ اور اللہ یقیناً اسے ہدایت دیتا ہے جو ایسا چاہتا/ارادہ کرتا ہے" (الحج۔۱۶)

وَإِذَا تُتۡلَىٰ عَلَيۡهِمۡ ءَايَـٰتُنَا بَيِّنَـٰتٍ تَعۡرِفُ فِى وُجُوهِ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ ٱلۡمُنكَرَ ۖ

"اور جب انہیں ہماری واضح آیتیں سنائی جاتی ہیں تو آپ دانستہ انکار کرنے والوں کے چہرے پر ناپسندیدگی کو پہچان سکتے ہیں۔

يَكَادُونَ يَسۡطُونَ بِٱلَّذِينَ يَتۡلُونَ عَلَيۡهِمۡ ءَايَـٰتِنَا ۗ

قریب ہے کہ وہ ان لوگوں پر ٹوٹ پڑیں جو انہیں ہماری آیتیں سنائیں" (حوالہ الحج۔۷۲)

سُورَةٌ أَنزَلۡنَـٰهَا وَفَرَضۡنَـٰهَا وَأَنزَلۡنَا فِيهَآ ءَايَـٰتٍۭ بَيِّنَـٰتٍ لَّعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُونَ ﴿١﴾

"ایک سورۃ جسے ہم نے نازل کیا ہے۔ اور اسے ہم نے معین ومقرر (ہمیشہ کیلئے) کر دیا ہے

اور اس سورۃ میں آیات نازل کی ہیں واضح (بات کو الگ الگ کر دینے والی) تاکہ تم یاد، محفوظ رکھو (نصیحت لو)" (النور۔۱)

بَلۡ هُوَ ءَايَـٰتٌۢ بَيِّنَـٰتٌ فِى صُدُورِ ٱلَّذِينَ أُوتُواْ ٱلۡعِلۡمَ ۚ وَمَا يَجۡحَدُ بِـَٔايَـٰتِنَآ إِلَّا ٱلظَّـٰلِمُونَ ﴿٤٩﴾ (العنکبوت۔۴۹)

"بلکہ یہ (قرآنِ مجید کی) روشن آیات ہیں جو اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہیں۔ ہماری آیتوں کا منکر بجز ظالموں کے کوئی نہیں"

وَإِذَا تُتۡلَىٰ عَلَيۡهِمۡ ءَايَـٰتُنَا بَيِّنَـٰتٍ قَالُواْ مَا هَـٰذَآ إِلَّا رَجُلٌ يُرِيدُ أَن يَصُدَّكُمۡ عَمَّا كَانَ يَعۡبُدُ ءَابَآؤُكُمۡ وَقَالُواْ مَا هَـٰذَآ إِلَّآ إِفۡكٌ مُّفۡتَرًى ۚ وَقَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ لِلۡحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمۡ إِنۡ هَـٰذَآ إِلَّا سِحۡرٌ مُّبِينٌ ﴿٤٣﴾

"اور جب انہیں ہماری واضح آیتیں سنائی جاتی ہیں تو اپنے لوگوں سے کہتے ہیں "یہ تو محض ایک مرد ہے، جو چاہتا ہے کہ تمہیں ان سے روک دے جن کی تم لوگوں کے باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے" اور ان سے یہ بھی کہتے ہیں "یہ تو محض من گھڑت تخیل ہے"۔

اور انکار کرنے والے اُن تک پہنچ چکے اس بیان حقیقت کے متعلق کہتے ہیں "یہ محض صریح جھوٹ ہے" (سباء۔۴۳)

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ءَايَٰتُنَا بَيِّنَٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ إِلَّآ أَن قَالُوا۟ ٱئْتُوا۟
بِـَٔابَآئِنَآ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿٢٥﴾

''اور جب انہیں ہماری واضح آیتیں سنائی جاتی ہیں تو (آخر کار اس سے راہ فرار کیلئے) اُن کی حجت (بہانہ سازی) صرف یہ ہوتی ہے
کہ وہ کہتے ہیں ''ہمارے باپ دادا کو (قبروں سے) لے آؤ اگر تم لوگ سچ کہتے ہو'' (الجاثیۃ۔۲۵)

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ءَايَٰتُنَا بَيِّنَٰتٍ قَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ
هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿٧﴾

''اور جب انہیں ہماری واضح آیات سنائی جاتی ہیں تو انکار کرنے والے اُن تک پہنچ چکے اس بیان حقیقت کے متعلق کہتے ہیں
''یہ محض صریح جھوٹ ہے'' (الاحقاف۔۷)

إِنَّ ٱلَّذِينَ يُحَآدُّونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ كُبِتُوا۟ كَمَا كُبِتَ ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ وَقَدْ
أَنزَلْنَآ ءَايَٰتٍۭ بَيِّنَٰتٍ ۚ وَلِلْكَٰفِرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿٥﴾

''اللہ اور رسول (کریم) کے خلاف جو لوگ کرتے ہیں وہ ناکام ہو چکے جیسے ان سے پہلے لوگ ناکام ہوئے تھے۔
اور ہم نے آیات بینات نازل کردی ہیں۔ اور ان کا انکار کرنے والوں کو ذلت آمیز عذاب ہوگا'' (المجادلۃ۔۵)

قرآنِ مجید مبین ہے، اس کی زبان مبین ہے۔ اس کی آیات بینات ہیں۔ اس لئے اس میں بیان کردہ معلومات، حقائق، خبریں اور واقعات (القصص) واضح، دوٹوک، بلا آمیزش، متعین، غیر مبہم ہیں۔ یہ آیات ہمارے لئے ہیں اس لئے عرب وعجم کے لوگوں کے فہم و ادراک کیلئے انتہائی واضح اور کھلم کھلے انداز میں بیان کی گئی ہیں۔

وَلَقَدْ أَنزَلْنَآ إِلَيْكُمْ ءَايَٰتٍ مُّبَيِّنَٰتٍ ''اور ہم نے تم لوگوں کیلئے واضح آیتیں نازل کردی ہیں'' (حوالہ النور۔۳۴)

لَّقَدْ أَنزَلْنَآ ءَايَٰتٍ مُّبَيِّنَٰتٍ ''یقیناً ہم نے واضح آیتیں نازل کردی ہیں'' (حوالہ النور۔۴۶)۔

لوگوں پر آیات نازل کرنے کا مطلب یوں سمجھایا

رَّسُولًا يَتْلُوا۟ عَلَيْكُمْ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ مُبَيِّنَٰتٍ

''ایک رسول تم لوگوں کو راہوں کو الگ الگ واضح کردینے والی اللہ کی آیات سناتے ہیں'' (حوالہ الطلاق۔۱۱)۔

اور سورۃ الحدید کی آیت ۹ کی ابتدا میں بھی واضح فرمایا

هُوَ ٱلَّذِى يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِهِۦٓ ءَايَـٰتٍۭ بَيِّنَـٰتٍ لِّيُخْرِجَكُم مِّنَ ٱلظُّلُمَـٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ ۚ

''وہی اللہ اپنے بندے (آقائے نامدار ﷺ) پر واضح آیتیں اتارتا ہے تا کہ تمہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لے جائیں''

قرآنِ مجید کو کتاب مبین قرار دیا گیا ہے۔اس کی آیات کو بین، بیّنات کہا گیا۔اللہ تعالیٰ کے رسول نازل کردہ کتاب پر ہوتے ہیں اور انہوں نے اس بات کو یوں بیان فرمایا

قُلْ إِنِّى عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّى وَكَذَّبْتُم بِهِۦ ۚ (حوالہ الانعام۔۵۷)

''آپ (ﷺ) فرمائیں ''میں اپنے رب کی جانب سے دی ہوئی واضح ہدایت (قرآنِ مجید) پر ہوں اور تم نے اسے جھٹلا دیا ہے''۔

یہ کہ بَيِّنَةٍ سے مراد واضح قرآنِ مجید ہی ہے سورۃ الانعام کی آیت ۱۵۵۔۱۵۷ سے عیاں ہے

أَوْ تَقُولُوٓا۟ لَوْ أَنَّآ أُنزِلَ عَلَيْنَا ٱلْكِتَـٰبُ لَكُنَّآ أَهْدَىٰ مِنْهُمْ ۚ

''یا یہ نہ کہو کہ اگر ہم پر کتاب اتاری جاتی تو ہم ان سے زیادہ راہ راست پر ہوتے

فَقَدْ جَآءَكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ ۚ (حوالہ الانعام۔۱۵۷)

اس لئے اب تمہارے پاس آگیا ہے بیّنۃ (یہ قرآنِ مجید) تمہارے رب کی جانب سے، اور یہ ہدایت اور رحمت ہے''

اور اس بات کو یوں بھی بیان فرمایا

هَـٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ﴿١٣٨﴾ (آلِ عمران۔۱۳۸)

''یہ (قرآنِ مجید) لوگوں کے لئے حقیقت عیاں کرنے والی ایک وضاحت ہے، اور ہدایت ہے اور متقین کیلئے ایک نصیحت''۔

اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں پر اپنی آیات، کتاب محض ان کی اپنی ذات کیلئے وحی نہیں فرماتے بلکہ لوگوں کی رہنمائی، ہدایت کیلئے کتاب ہوتی ہے

وَلَقَدْ أَنزَلْنَآ إِلَيْكُمْ ءَايَـٰتٍ مُّبَيِّنَـٰتٍ ''اور ہم نے تم لوگوں پر واضح آیتیں نازل کر دی ہیں'' (حوالہ النور۔۳۴)۔

یہاں خطاب تمام انسانوں سے ہے۔کتاب تمام انسانوں کیلئے ہے۔

وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝ (حوالہ النحل۔۴۴)

''اور آپ (ﷺ) کی طرف یہ ذکر اتارا ہے تا کہ لوگوں پر واضح کر دیں جو ان کیلئے نازل کیا گیا ہے، اور شاید وہ اس پر تفکر کریں''

اور آقائے نامدار، رحمت للعالمین ﷺ نے یہ نصیحت فرمائی

قُلْ إِنَّمَآ أَعِظُكُم بِوَٰحِدَةٍ ۖ أَن تَقُومُواْ لِلَّهِ مَثْنَىٰ وَفُرَٰدَىٰ ثُمَّ تَتَفَكَّرُواْ

''آپ (ﷺ) فرمائیں ''میں تم لوگوں کو صرف ایک نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کیلئے دو دو اور انفرادی طور پر کھڑے ہو جاؤ

اور پھر سوچو، غور و فکر، تفکر کرو'' (حوالہ سباء-۴۶)

اللہ تعالیٰ نے نزول قرآنِ مجید کا مقصد بتایا

وَمَآ أَنزَلْنَا عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ ٱلَّذِى ٱخْتَلَفُواْ فِيهِ ۙ (حوالہ النحل-۶۴)

''اور ہم نے آپ (ﷺ) پر کتاب کو صرف اس لئے نازل کیا ہے تاکہ لوگوں پر وہ بات واضح کر دیں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں''

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ تِبْيَٰنًا لِّكُلِّ شَىْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ۝

''اور ہم نے آپ (ﷺ) پر کتاب کو نازل کیا ہے، ہر شئے کیلئے کسوٹی (وضاحت، راست اور کج کو الگ الگ کرنے والی)،

اور مسلمین کیلئے ھادی اور رحمت اور خوشخبری'' (حوالہ النحل-۸۹)